سازشوں کا شکار رہی ہے۔حقوقِ انسانی سے تہی دامن،شرفِ انسانی سے فارغ بلکہ حقِ زندگی سے بھی محروم رہی،اگر ہم جائزہ لیں تو مذاہب عالم میں عورت سے ہمیشہ حقیرانہ سلوک کیا گیا اور اس کو فتنہ وفساد کا موجب سمجھا گیا۔

عورت کے بارے میں مفکرین کی آراء:

نامور یونانی مفکر ارسطو کا خیال ہے کہ عورت ناقص مرد کی دوسری شکل ہے۔

مفکر فریڈرک نطشے نے عورت کے بارے میں کہا ہے کہ خدا کی (خاکم بدھن) دوسری غلطی کا نمونہ ہے۔مفکر آسکر وائلڈ نے یہ کہ کر عورت کا مذاق اڑایا ہے کہ کیا عورت کو سمجھنے کے لئے پیدا کیا ہے۔

یہودیت میں عورت کی حیثیت:

اگر ہم یہودیت کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو وہاں بھی عورت نفرت اور ذلت کی علامت تھی عورت کو بہت برا سمجھا جاتا تھا۔یہاں تک کے اسے سرتا پا گناہ کا منبع بتایا جاتا تھا۔اولادِ نرینہ کی موجودگی میں عورت کے حقِ وراثت کا کوئی تصور نہیں تھا یہودیت میں باپ کو اختیار تھا کہ وہ اپنی بیٹی کو بطور کنیز کسی کے ہاتھ بھی فروخت کر سکتا تھا۔اگر باپ وصال کر جائے تو بھائی بہن سے بھی یہی سلوک کرتا تھا۔یہودیوں کا یہ کہنا ہے کے عورت مرد کی کنیز اور لونڈی ہے۔یہودیت میں بیٹیوں کو بیٹوں سے بھی کم درجہ حاصل تھا یہودی اپنی بیٹی کو فروخت کر سکتا ہے۔اس کا میراث میں کوئی حصہ نہیں ہے۔یہودیوں کی مستند انسائیکلوپیڈیا آف جیوئش میں ہے کہ مصیبت اول بیوی کی تحریک پر سرزد ہوئی تھی لہذا اسکو شوہر کا محکوم رکھا گیا ہے۔اور شوہر اس کا حاکم مالک ہوتا ہے اور وہ اس کی مملوکہ ہے۔

عہد نامہ قدیم میں ہے کہ: اللہ تعالی کو جو محبوب ہے وہ اپنے آپ کو عورت سے بچائے گا ہزار آدمیوں میں کوئی ایک اللہ تعالی کو محبوب ہے۔لیکن پورے عالم کی عورتوں میں بھی کوئی ایک عورت بھی ایسی عورت نہیں ہے کہ جو اللہ تعالی کو محبوب ہو۔(٦)

یونان کی تہذیب ہر قوم کی تہذیب سے شاندار نظر آتی ہے۔اس قوم کے ابتدائی دور میں اخلاقی نظریہ،قانونی حقوق اور معاشرتی برتاؤ ہر اعتبار سے عورت کی حیثیت بہت گری ہوئی تھی ۔یونانی خرافات (Mythology) میں خیالی عورت پاونڈرا (Pandra) کو اسی طرح تمام انسانی مصائب کا موجب قرار دیا گیا تھا جس طرح یہودی خرافیات میں حضرت حوا کو قرار دیا گیا

ہے۔(۷)

اہل روم جب وحشت کی تاریکی سے نکل کر آئے تو نقشہ نظام معاشرت کا کچھ یوں تھا کہ مرد اپنے خاندان کا سردار ہے اس کو اپنے بیوی بچوں پر پورے حقوق مالکانہ حاصل ہیں بلکہ بعض حالات میں وہ بیوی کو قتل کر دینے کا بھی مجاز ہے۔(۸)

مسیحی یورپ:

ابتدائی اور بنیادی نظریہ یہ تھا کہ عورت گناہ کی ماں اور بدی کی جڑ ہے۔مرد کے لئے معصیت کی تحریک کا سرچشمہ اور جہنم کا دروازہ ہے۔تمام مصائب کا آغاز اسی سے ہوا ہے اس کا عورت ہونا ہی اس کے شرمناک ہونے کے لئے کافی ہے اس کو اپنے حسن و جمال پر شرمانا چاہئے۔کیوں کہ وہ دنیا والوں پر لعنت اور مصیبت لائی ہے۔ترتولیاں (Tartullian) جو ابتدائی دور کے آئمہ مسیحت میں سے تھا عورت کے متعلق مسیحی تصور کی ترجمانی ان الفاظ میں کرتا ہے۔وہ شیطان کے آنے کا دروازہ ہے وہ شجر ممنوعہ کی طرف لے جانے والی، خدا کے قانون کو توڑنے والی اور خدا کی تصویر، مرد کو غارت کرنے والی ہے۔ کرائی سو سٹم Chrysostum جو مسیحت کے اولیاء کبار میں شمار کیا جاتا ہے عورت کے حق میں کہتا ہے:

ایک ناگزیر برائی، ایک پیدائشی وسوسہ، ایک مرغوب آفت، ایک خانگی خطرہ، ایک غارت گر دلربائی، ایک آراستہ مصیبت۔(۹)

قرون وسطی میں عورت ہی کو یورپ کی کمزوری و ذلت کا باعث قرار دیا جاتا رہا ہے۔ان کے نزدیک عورت گناہ کی جڑ، برائی کا سرچشمہ اور جہنم کا دروازہ سمجھی جاتی تھی۔عیسائیت میں عورت سے تعلق رکھنا مکروہ خیال کیا جاتا تھا اور اسی کراہت کے تصور نے رہبانیت کو فروغ دیا۔ ان کے چوٹی کے فلسفی حتی کے نطشے تک یہ مشورہ دیتے رہے کہ عورت کے پاس جاؤ تو اپنا کوڑا ساتھ لے جانا نہ بھولو۔اسی طرح ہیگل نے بھی عورت کو نامکمل اور کمزور قرار دیا۔انیسوی صدی میں جب انگلستان کا سورج کبھی غروب نہ ہوتا تھا عورت اس دور میں بھی انتہائی مظلوم تھی۔

مرد چند ٹکوں کے عوض ان کو بیچ سکتا تھا۔وہ جب چاہتا اس کے گلے میں رسی ڈال کر بازار میں درخت سے باندھ دیتا۔۳۰ جنوری ۱۸۱۷ء کو ایک جنٹلمین نے اپنی بیوی صرف ایک شلنگ ۲ پنس میں فروخت کی ۴ فرانس اور جرمنی کی عورت کا بھی یہی حال تھا، مردانہ تشدد عورتوں پر بے پناہ تھا۔جب وہ درد سے چیختیں تو ان کی چیخ و پکار پر قہقہے لگاتے، عورت کی تعلیم کا سرے سے کوئی تصور

نہیں تھا۔ وہ وراثت کے حق سے بھی محروم تھی بلکہ وہ کسی بھی چیز کی ملکیت کے حق سے محروم تھی۔ وہ اپنے نام سے یا اپنی ذات کے لئے کوئی چیز نہ خرید سکتی تھی۔ طلاق لینا بھی عیسائیت میں ناممکن تھا۔ غرض عورت اس دور میں ذلت و بے بسی کا دوسرا نام تھا۔ اگر مرد اپنی بیوی کو قتل بھی کر ڈالتا تو کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔ اسی طرح بہت سی عورتیں اپنے ہی شوہروں کے ہاتھوں دارِفانی سے کوچ کر جاتیں۔

یورپ میں ستر لاکھ عورتوں کو جادوگرنیاں کہہ کر زندہ جلا دیا گیا تھا۔ اسی طرح جان آف آرک کو بھی جادوگر قرار دے کر پیرس یونیورسٹی کے پروفیسر صحبان اور پادریوں نے مل کر زندہ جلا ڈالا۔ بعد میں یورپ نے اس کو ولی قرار دے کر سینٹ کا درجہ عطا کر دیا۔ (۱۰)

ہندو معاشرے میں عورت:

ہندو معاشرے میں بھی عورت کی کوئی عزت نہیں تھی۔ طبقاتی تقسیم کا یہ معاشرہ عورت کو کسی بھی قسم کے حقوق دینے کے لئے تیار نہیں تھا۔ تجلیات سیرت میں مزید ہندومت میں عورت کے بارے میں تحریر ہے کہ عورت ہر قسم کے گناہ کا منبع ہے مذہب کے لئے ایک روگ، عبادت و ریاضت کے راستے میں ایک مضبوط چٹان ہے۔ تمام برائیوں اور بدکاریوں کا سرچشمہ ہے۔ عورت کا دل ہمیشہ برائی کی طرف راغب اور شیطانی خیالات سے معمور رہتا ہے۔ اس لئے ان پر سختی سے پیش آنا لازمی امر ہے۔ اور انہیں کسی حالت میں آزاد نہیں چھوڑنا چاہئے۔ منو کا عقیدہ ہے کہ عورت کا وجود سرتاپا فریب اور بری خواہشات کی آماجگاہ ہے۔ اس کی ذات کسی سے دبنے والی نہیں وہ ہمیشہ متحرک رہتی ہے۔ (۱۱)

ہندومت میں بتایا گیا ہے عورت سرتاپا فریب ہی فریب ہے ہر وقت اس کے ذہن میں برے خیالات رہتے ہیں اور عورت کو ہی برائی اور شر کی آماجگاہ بتایا گیا ہے ہندو مذہب کی بعض کتب میں تو عورت سے نفرت اور تعصب کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس کے شوہر کے مرجانے کے بعد اس کو ستی کر دیا جاتا اور اس کو زندہ جلانے پر خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ سفرنامہ ابنِ بطوطہ میں ہے کہ ستی ہونا ہندوؤں میں واجب نہیں لیکن جو بیوہ اپنے خاوند کے ساتھ جل جاتی اس کا خاندان معزز کہا جاتا اور وہ اہلِ وفا میں شمار ہوتی تھی۔ اور جو ستی نہیں ہوتی تھی اسے موٹے کپڑے پہننے پڑتے تھی اور طرح طرح کی خواری و ذلت میں زندگی بسر کرنی پڑتی ہے۔ (۱۲)

ڈاکٹر محمد حافظ ثانی لکھتے ہیں کہ ہندوستانی قانون اور مذہبی کتب میں مرد (شوہر) ہر طرح

سے مضبوط و باوقار حیثیت کا حامل قرار دیا گیا ہے۔عورت کے لئے مذہبی تعلیمات کی ممانعت تھی مرد عورت کے لئے نجات کے راستے بھی الگ الگ تھے۔

مرد اپنے زورِ بازو پر نجات کا راستہ پکڑ سکتا ہے مگر عورت کے لئے نجات کا واحد راستہ شوہر کی خوشنودی ہے وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ وہ براہ راست نجات حاصل کر سکے۔(۱۳)

عرب معاشرے میں عورت:

قبل از اسلام عرب کے جاہل معاشرے میں عورت کی حالت بہت ابتر تھی۔اس کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔وہ بہت زیادہ مظلوم تھی،ان سے جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا۔ان کو کسی طرح کے حقوق نہیں دئے جاتے تھے یہاں تک کے ان کو زندہ رہنے کا بھی حق حاصل نہیں تھا وہ صرف مرد کی خدمت کرنے پر مامور تھی۔بیٹی کی پیدائش پہ گھر والے معاشرت یہی دباو کا شکار نظر آتے تھے۔باپ کا غم وغصہ سے رنگ سیاہ پڑ جاتا اور وہ سوچتا کہ اس کو زندہ رکھوں یا دفن کر دوں اس کا نقشہ قرآن یوں بیان کرتا ہے:

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ(۱۴)

اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غصہ میں لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اور کہتا ہے کہ کیا میں اس کو ذلت کے ساتھ زندہ رکھوں یا مٹی میں دبا دوں گا۔

یہ تھی وہ حالت و کیفیت وسلوک جو حوا کی بیٹی کے ساتھ روا کیا جاتا تھا۔بیک وقت کئی کئی عورتوں کو حرم میں رکھا جاتا تھا اور سینکڑوں لونڈیاں رکھی جاتی تھی اور جب دل چاہتا ان کو منڈی میں بیچ دیا جاتا۔یتیم بچیوں کی حق تلفی کرنا اس معاشرے کا عام چلن تھا۔وراثت دینے کا کوئی تصور نہیں تھا۔

غرض اہلِ عرب کی حالت عورتوں کے معاملے میں دوسری اقوام سے مختلف نہ تھی بلکہ یہ ظلم کا سلسلہ عرب سے لے کر ہندوستان تک پھیلا ہوا تھا۔(۱۵)

عراق،طبرستان اور اسپین میں بھی عورت کی ذلت انتہا کو پہنچ چکی تھی ۔باشندگان اندلس کہتے تھے کہ عورت انسان کے لئے وجہ ذلت ہے اس کی وجہ سے آدم کو جنت سے نکلنا پڑا اور تمام بنی آدم عورت کی وجہ سے راحتوں اور مسرتوں سے محروم ہوئے اہل طبرستان کہتے تھے کہ عورت تمام

درندوں سے زیادہ خوفناک ہے درندوں کے حملوں سے بچ سکتے ہیں لیکن عورت کے فریب سے بچنا محال ہے۔(۱۶)

عورت مذہب اسلام میں:

اسلام میں عورتوں کو شرف نسوانیت ملا، ایک عورت کو بحیثیت ماں ، بہن ، بیٹی ، نانی ، دادی ایک بلند مرتبہ و مقام ملا ہے۔اسے عزت و احترام ملا ہے ۔ وقار عطا کیا ہے سچی بات یہ ہے کے عورت نے جتنا اعلیٰ وارفع مقام اسلام کے جوار رحمت میں پایا ہے اس کی نظیر تمام مذاہب عالم میں تو کجا،خود موجودہ دور کے نام ونہاد مغربی تہذیب میں بھی پایا جانا بلکہ اس کا عشر عشیر بھی پایا جانا ناممکن ہے قرآن وسنت میں اس صنف نازک کے حقوق کا خیال و پاسداری رکھنا تمام معاملات میں اس کی خصوصی نگہداشت اور فطری کمزوری کے باعث اس کی رعایات پر نظر ڈالی جائے تو بے اختیاز بان سے یہ بات نکلتی ہے کہ یہ خالق کائنات ہی کی حکمت بھری تعلیم ہے۔ نیک اور اچھی عورت کے بارے میں مغربی مفکرین بھی کہنے پہ مجبور ہیں۔ اسمایلز کہتا ہے:

اگر کسی فقیر اور بے مایہ شخص کے گھر میں ایک خوش اخلاق اور متقی و نیک عورت موجود ہوتو وہ اس گھر کو آسائش وفضیلت اور خوش نصیبی کی جگہ بنا دیتی ہے۔

نپولین کہتا ہے۔ :اگر کسی قوم کی ترقی وتمدن کا اندازہ لگانا ہوتو اس قوم کی خواتین کو دیکھو۔

بالزاک کہتا ہے: نیک اور پاکدامن عورت کے بغیر گھر ایک قبرستان کی مانند ہے۔

ایک دانشور لکھتا ہے: عورت ایک عجیب وغریب طاقت کی مانند ہوتی ہے۔ وہ قضا وقدر کی مانند ہے وہ جو چاہے وہ کرسکتی ہے۔

قرآن پاک کے تاکیدی احکام عورت کے سلسلے میں:

ہر حیثیت میں عورت کو قرآن و سنت نے بہت عزت واحترام سے نوازا ہے۔ ماں ۔بیوی، بیٹی ،بہن ہر لحاظ سے معاشرہ میں اس کو شرف و وقار کا مستحق ٹھہرایا ہے۔ مرد کو گھر کا قوام اور سربراہ بنایا ہے۔ اسلام میں مردوں کی قوامیت کو بہت مرچ مسالہ لگا کر پیش کیا گیا ہے۔

عورتیں مردوں کی آلہ کار ہیں ،مرد مختارِکل ہیں اور عورت کے لئے ان کا ہر لفظ ایک حکم کا درجہ رکھتا ہے یہ قطعا ایک غلط تصور ہے۔ جس کا اسلام میں کوئی تصور نہیں ہے۔ قیادت کا عام مطلب یہ ہے کہ مرد اپنے گھروں کے اندر جمہوریت پسند قائدین ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ فیصلے کرتے ہیں لیکن ان فیصلوں کو خاندان کے تمام افراد کی تجاویز اور مشوروں سے آخری شکل دی جاتی

ہے۔ یہ اسلام کا تصورِ شوری ہے۔ پھر ان فیصلوں کو آہنی ہاتھوں سے نہیں بلکہ حکمت و دانائی سے نافذ کرنا چاہئے۔ جتنا کوئی شخص اپنے فیصلوں کو دوسروں پر طاقت کے بل بوتے پر مسلط کرے گا دوسری پارٹی اتنی ہی زیادہ مخالفت کرے گی۔ اور خاندان افراتفری اور بدنظمی کا شکار ہو جائے گا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔ صرف ایک معزز مرد ہی عورت کے ساتھ عزت و وقار کا سلوک کر سکتا ہے اور ایک گھٹیا، دھوکے باز اور بددیانت مرد عورتوں کے ساتھ توہین اور ذلت کا سلوک کر سکتا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جو اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے اپنے ہمسایہ کو اذیت نہ پہنچائے اور عورتوں کے بارے میں میری نصیحت قبول کرلے ان کے ساتھ بہتر سلوک کرو۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک اپنے خطاب بعنوان اسلام میں عورتوں کے حقوق تجدیدی یا دقیانوسی میں کہتے ہیں۔ قوام کے معنی ذمہ داری میں ایک درجہ بلند نہ کہ تفوق میں ایک درجہ بلند۔

(جو لوگ اپنے آپ کو ماڈرن ظاہر کرنے کے لئے مردوں کو قوام سمجھنے کے بجائے مغرب کے نعرے کی پیروی کرتے ہیں اور مساواتِ مرد و زن کا دلفریب نعرہ دے کر عورت کو بری طرح سے گھر اور باہر کے کاموں میں پھنسا دیا ہے۔)

یاأیھا النّاس اتّقوا ربّکم الّذی خلقکم مّن نّفسٍ وّاحدۃٍ وّ خلق منھا زوجھا وبثّ منھما رجالاً کثیرًا وّ نساءً ج واتّقوا اللّٰہ الّذی تساءلون بہٖ والارحام انّ اللّٰہ کان علیکم رقیبًاo (۱۸)

لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا (یعنی اول) اس سے اُس کا جوڑ بنایا۔ پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد و عورت کو پیدا کر کے رُوئے زمین) پر پھیلا دیئے اور خدا سے جس کے نام کو تم اپنی حاجت براری کا ذریعہ بناتے ہو ڈرو اور (قطع مودت) سے (بچو) کچھ شک نہیں کہ تمہیں خدا دیکھ رہا ہے۔

نساءکم حرثٌ لّکم فاتوا حرثکم انّٰی شئتم وقدّموا لانفسکم ط واتّقوا اللّٰہ واعلموا انّکم مّلٰقوہ ط وبشّر المؤمنین (۱۹)

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو جاؤ۔ اور اپنے

رب سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ (ایک دن) تمہیں اس کے روبرو حاضر ہونا ہے اور اے پیغمبر ایمان والوں کو بشارت سنادو۔

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ (النساء:۱۹)

عورتوں کے ساتھ نیکی کا برتاو کرو۔

فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ (۲۰)

عورت کو (اگر رکھنا ہے تو) بھلے طریقے سے روک لو یا بھلے طریقے سے اُسے رخصت کردو (دونوں صورتوں میں بہر حال شائستہ انداز اختیار کیا جائے۔

نبی کریمؐ کی کرم نوازیوں کو دیکھئے آپ محسن انسانیت بھی ہیں تو اسی طرح آپ محسن نسواں بھی ہیں۔ آپؐ نے حقوق کی رعایت اور حسن سلوک میں عورت کو تین گنا زیادہ مقدم کیا۔ اشیائے دنیا میں عورت کو اپنے لئے پسند فرمایا۔ ماں کے قدموں تلے جنت کی بشارت دی۔ بیٹیوں اور بہنوں کو گھر والوں کے لئے باعث رحمت و برکت اور ان کی تعلیم و تربیت کو دوزخ سے نجات کا ذریعہ قرار دیا۔ آپؐ نے عورت کو نازک آبگینوں سے تشبیہ دی۔

عورت بحیثیت ماں:

اسلام عورت کو اپنے گھر کی ملکہ قرار دیتا ہے۔ ماں کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے۔ دنیا میں جتنے بھی نبی، صدیق، شھید اور ولی ہوئے ہیں سب عورتوں کے بطن سے پیدا ہوئے ہیں۔ انہی کی گود میں تربیت پائی اور پروان چڑھے۔ اور اللہ تعالی اور نبی کریمؐ کے بعد ماں کی خوشنودی حاصل کئے بغیر ان کا کوئی عمل اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں ہے۔ دینِ اسلام میں خواتین کو امتیازی حیثیت حاصل تھی۔

عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید:

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لئے سب سے بہتر ہوں۔ (۲۱)

عورت سے حسن سلوک کو نبیؐ نے عملی زندگی کو ایک عمدہ تشبیہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو کیوں کہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پسلی میں سب ٹیڑھی چیز اس کے اوپر کا حصہ ہے اگر تو اسے سیدھا کرنے لگے گا تو اسے

توڑ دے گا اور اگر اسے اپنے حال پر چھوڑ دے گا تو ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہے گی عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنا ہی مناسب ہے۔(۲۲)

اس حدیث میں ٹیڑھی پسلی کا ذکر استعارہ کی زبان میں کیا گیا ہے یعنی کچھ باتیں ایسی ہیں جو عورت کی فطرت میں ہیں اور انہیں ان کی فطرت سے نکالنا ظلم ہے سید مودودیؒ نے لکھا ہے حضورؐ اکرم نے انسان کی اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ جذبات کی فراوانی اور حسیات کی نزاکت اور انتہا پسندی کی جانب میل وانعطاف عورت کی فطرت میں ہے اسی فطرت پر اللہ تعالی نے اسے پیدا کیا ہے اور یہ انوثت کے لئے عیب نہیں ہے اس کا حسن ہے تم اس سے کچھ فائدہ اٹھا سکتے ہو اسے فطرت پہ قائم رکھ کر ہی اٹھا سکتے ہو۔ اگر اس کو مردوں کی طرح سیدھا بنانے کی کوشش کروگے تو اسے توڑ دو گے۔

نکاح کے لئے لڑکی کی رضامندی کا حق:

نبی کریم نے فرمایا بیوہ کا نکاح اسکی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔ اور نہ کنواری کا اس کی اجازت کے بغیر۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ کنواری کی اجازت کس طرح معلوم کی جائے گی؟ آپؐ نے فرمایا اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔ اگر کنواری انکار کرے تو جبراً اس کا نکاح جائز نہیں ہے۔(۲۳)

ایک کنواری لڑکی نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کیا میرے ماں باپ نے میری رضامندی کے بغیر میرا نکاح کر دیا ہے آپ نے اس کو چھوڑنے کا اختیار دیا۔(۲۴)

حضورؐ نے خلع کا حق ثابت بن قیس کی بیوی کو دلوایا اور فیصلہ اس کی ذاتی نفرت کی بناء پر دیا۔ صرف یہ شرط کہ مہر میں جو باغ اسے شوہر نے دیا تھا وہ شوہر کو واپس کردے۔(۲۵)

نبی کریمؐ نے شغار نکاح سے منع فرمایا۔ کیونکہ اس نکاح میں بھی عورت کی حق تلفی کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے شغار کرنے سے منع فرمایا (شغار سے مراد ایسا نکاح جس میں آپس کے تبادلے میں مہر مقرر نہ کیا جائے۔)(۲۶)

یتیم لڑکیوں کو ان کا حق دینا:

بروایت عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ سے اس آیت کا

وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا

مَاطَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ

کا مطلب پوچھا، جوتم کو ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرسکو گے تو نکاح کرو، دوسری عورتوں سے جوتم کو بھلی لگیں۔حضرت عائشہؓ نے کہا یتیم لڑکی اپنے ولی کی پرورش میں ہو۔وہ اس کی خوبصورتی اور مالداری دیکھ کر اس کو نکاح میں لانا چاہے مگر اس مہر سے کم جو ویسی لڑکیوں کا ہونا چاہئے تو ایسی حالت میں اس کو نکاح کرنا منع ہے۔جب تک پورا مہر انصاف کے ساتھ نہ مقرر کرے۔(۲۷)

شوہر کی بغیر اجازت رقم لینا:

آپؐ نے بیوی کو یہ اجازت دی کہ وہ اپنے خاوند کی جیب میں سے اس کی اجازت کے بغیر اتنی رقم نکال لے جو گھر کے اخراجات پورے کرنے کے لئے ضروری ہو اسے چوری تصور نہیں کیا۔

بیویوں سے بھلائی کرنے کا حق:

بیوی سے تعلق میں معاشرتی حیثیت کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اگر شوہر بیوی کو اپنے گھر میں عزت نہیں دیتا تو گھر کا نظام مستحکم نہیں ہوسکتا۔آپ نے نہ صرف یہ کہ ازواج مطہرات کے وقار کا خیال رکھا بلکہ عورت کو بیوی کی حیثیت میں بلند مقام عطا فرمایا۔قرآن میں ہے کہ:اور ان کے ساتھ اچھی طرح رہو سہو۔(۲۹)

عورتوں کو ذریعہ معاش اختیار کرنے کا حق دیا گیا:

نبی کریمؐ نے زمانہ قبل از نبوت میں تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا۔حضرت خدیجہؓ نے جب آپؐ کو اپنا مال تجارت کے لئے دیا۔آپ نے شراکت پر بھی کاروبار کیا حضرت خدیجہؓ چونکہ ایک مالدار خاتون تھی۔آپؐ کی خدیجہ سے شادی کے بعد کی معاشی حیثیت مستحکم ہوگئی ہے۔یہ الگ بات ہے خدیجہ کا سرمایہ محض معاشی تقویت کے بجائے دعوت ونشر اسلام کے لئے بھی صرف ہوا۔جیسا کہ طبری نے لکھا ہے کہ جب نزول وحی پر آپؐ گھبرائے تو خدیجہ نے تسلی دی اس تسلی میں فقیروں کی دستگیری،اور بیواوں کی خدمت کا ذکر بہت نمایاں ہے۔(۳۰)

عزت کے تحفظ کا حق:

حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ انصار کے ایک مرد نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی تو حضورؐ نے ان سے قسم لی۔پھر دونوں میں تفریق کے بعد اولاد پر عورت کا حق زیادہ ہے۔

حضور اکرمؐ کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی۔ میرا شوہر چاہتا ہے کہ میرے بیٹے کو لے جائے حالانکہ وہ مجھے ابو عتبہ کے کنوئیں سے پانی پلاتا ہے اور نفع پہنچاتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا قرعہ اندازی کرلو۔ شوہر نے کہا کون میرے بیٹے کے بارے میں مجھ سے جھگڑتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے۔ جس کا ہاتھ چاہو پکڑ لو۔ اس نے ماں کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ اس کو لے گئی۔ (۳۱)

ایک عورت حضورؐ کے پاس آئی اور کہا یا رسول اللہؐ میرا یہ بیٹا ہے مدتوں میرا پیٹ اسکا برتن رہا ہے اور میری چھاتی اسکی مشک رہی ہے اور میری گود اسکا گہوارہ۔ اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی۔ اور وہ اسے مجھ سے چھیننا چاہتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ جب تک تو نکاح نہ کرے اسکی پرورش کی زیادہ حق دار ہے۔ (۳۲)

خواتین کے مشورہ کی اہمیت:

علامہ محمد بن اسحٰق روایت کرتے ہیں کہ سیدہ خدیجہؓ آپ کی وزیر اور مشیر تھیں اسلام کی تصدیق کرنے والی اور رحمت عالم ان کے پاس قلبی تسکین حاصل کیا کرتے تھے۔ ابن حجر کی رویت ہے کی آپؐ پر سب سے پہلے ایمان خدیجہ لائیں تھیں۔ (۳۳) ان کے بہت فضائل ہیں ایک دفعہ جبرئیل امین آپؐ کے پاس تشریف لائے اس وقت سیدہ تشریف لائیں آپؐ نے فرمایا یہ خدیجہ ہیں جبرئیلؑ نے فرمایا ان کو ان کے رب کی طرف سے اور میرا سلام کہہ دیجئے (۳۴)

نبی کریمؐ کا نظم مملکت شورائی تھا جس میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی مشورہ دیتی تھی۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب مسلمان دل شکستہ تھے اور غم کی وجہ سے آنحضورؐ کے حکم کو سن نہیں سکے کہ سر منڈوا دیا جائے اور قربانی کی جائے تو آپؐ اپنی زوجہ محترمہ حضرت امّ سلمہ کے پاس گئے جنہوں نے یہ مشورہ دیا: یا رسولؐ اللہ!

مسلمان اس وقت بڑی آزمائش سے دوچار ہیں آپ نے انہیں صلح کی ایسی شرائط قبول کرنے پر مجبور کیا ہے جو انہیں دل سے ناپسند ہیں اور وہ حج کئے بغیر جا رہے ہیں وہ لوگ خدانخواستہ آپکی نافرمانی پر آمادہ نہیں، لیکن اس غیر متوقع صورتحال کا ان کے دل و دماغ پر اثر ہے اس لئے جب آپ نے انہیں قربانی کرنے اور سر منڈوانے کا مشوری دیا تو شدت رنج و غم سے ان کے کانوں تک آواز پہنچی ہی نہیں۔ آپ باہر جا کر خود قربانی کا جانور ذبح کریں اور سر منڈوائیں، تو آپ کو دیکھ کر باقی لوگ بھی ایسا کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ رسول اللہؐ نے ان کے مشورے پر عمل کیا جس

کے نتیجے میں صحابہ کرامؓ نے بھی سر منڈوا دیئے۔ اور قربانی کے جانور بھی ذبح کر دیئے۔ (۳۵)
حضرت عائشہؓ نبی کریمؐ کو مشورہ دیا کرتی تھیں۔

خواتین کو تعلیم حاصل کرنے کا حق:

مغرب میں نپولین کا قول ہے: عورت ایک ہاتھ سے بچے کا جھولا جھلاتی ہے تو دوسرے ہاتھ سے وہ چاہے تو سارے عالم کا جھولا جھلا سکتی ہے اس مقولہ سے تعلیم نسواں کا ایک انقلابی تصور پیش کیا جاتا ہے مگر عورت کے متعلق اصل انقلابی تعلیم اسلام نے ہی دی ہے۔ اسلام کی تعلیم ہی لفظ اقراء سے ہوتی ہے تو ایسا کیوں کر ہو کہ عورت اس سے محروم رہے۔

العلم فريضة كُلِّ مسلمٍ وّمسلمة

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے اس شخص کو دوہرہ ثواب دیا جائے گا جس نے اپنی لونڈی کو ادب سکھایا اور اچھی تعلیم کر دی۔ (۳۶) حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ حضرت ام سلمہؓ کی تعلیمی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

پروفیسر محمد عثمان تعلیم نسواں کے بارے میں اسلام پاکستان میں میں رقم طراز ہیں اسلام یہ نہیں کہتا کہ بچوں کو پڑھنا لکھنا نہ سکھاؤ، وہ عورتوں کو کسی ایسے ہنر کی تربیت سے بھی منع نہیں کرتا جو ان کا ذریعہ معاش بن سکے، وہ ان کے جائز طریقوں سے کمانے اور اپنے کام کاج کے لئے گھر سے باہر نکلنے پر بھی پابندی نہیں لگاتا مگر مغربی معاشرہ میں عورت کی آزادی کا جو مفہوم لیا جا رہا ہے اسلام یقیناً اس کی تائید نہیں کرتا، جنسی بے راہ روی اور بے حیائی اسلامی معاشرہ کی ضد ہے۔

نکاح کے لئے لڑکی کی رضامندی کا حق:

عورت کو شریعت نے یہ حق دیا ہے کہ اس کا نکاح اس کی رضا مندی اور اس کے مشورے سے ہو، غیر شادی شدہ، مطلقہ، بیوہ سب کے حقوق شریعت نے مقرر فرمائے ہیں۔ نبی کریم نے فرمایا بیوہ کا نکاح اسکی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔ اور نہ کنواری کا اس کی اجازت کے بغیر۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا:

یا رسول اللہ کنواری کی اجازت کیسے معلوم کی جائے گی؟ آپؐ نے فرمایا اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔ اگر کنواری انکار کرے تو تو جبراً اس کا نکاح جائز نہیں ہے (۳۷)

ایک کنواری لڑکی نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کیا میرے ماں باپ نے میری

رضامندی کے بغیر میرا نکاح کر دیا ہے آپ نے اس کو چھوڑنے کا اختیار دیا۔(۳۸)

حضورؐ نے خلع کا حق ثابت بن قیس کی بیوی کو دلوایا اور فیصلہ اس کی ذاتی نفرت کی بناء پر دیا۔صرف یہ شرط لگائی کہ مہر میں جو باغ اسے شوہر نے دیا تھا وہ شوہر کو واپس کر دے۔(۳۹)

نبی کریمؐ نے شغار نکاح سے منع فرمایا۔ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے شغار کرنے سے منع فرمایا(شغار سے مراد ایسا نکاح ہے جس میں آپس کے تبادلے میں مہر مقرر نہ کیا جائے)(۴۰)

مطلقہ یا بیوہ بیٹی کے حقوق:

نبی کریمؐ کا فرمان ہے کہ کیا میں تمہیں بہترین صدقہ نہ بتاؤں؟ اپنی اس بیٹی پر خرچ کرو جو بیوہ یا مطلقہ ہو کر تمہارے پاس آگئی ہے اور اب اس کا کوئی کمانے والا نہیں ہے۔

آپؐ نے بیوی کو یہ اجازت دی کہ وہ اپنے خاوند کی جیب میں سے اس کی اجازت کے بغیر اتنی رقم نکال لے جو گھر کے اخراجات پورے کرنے کے لئے ضروری ہو اسے چوری تصور نہیں کیا۔(۴۱)

حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ انصار کے ایک مرد نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی تو حضورؐ نے ان سے قسم لی۔پھر دونوں میں تفریق کے بعد اولاد پر عورت کا حق زیادہ ہے۔حضور اکرمؐ کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی۔میرا شوہر چاہتا ہے کہ میرے بیٹے کو لے جائے حالانکہ وہ مجھے ابو عتبہ کے کنوئیں سے پانی پلاتا ہے اور نفع پہنچاتا ہے۔حضورؐ نے فرمایا قرعہ اندازی کر لو۔شوہر نے کہا کون میرے بیٹے کے بارے میں مجھ سے جھگڑتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے۔جس کا ہاتھ چاہو پکڑ لو۔اس نے ماں کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ اسکو لے گئی۔(۴۲)

ایک عورت حضورؐ کے پاس آئی اور کہا یا رسول اللہؐ میرا یہ بیٹا ہے مدتوں میرا پیٹ اسکا برتن رہا ہے اور میری چھاتی اسکی مشک رہی ہے اور میری گود اسکا گہوارہ۔اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی۔اور وہ اسے مجھ سے چھینا چاہتا ہے۔حضورؐ نے فرمایا۔جب تک تو نکاح نہ کرے اسکی پرورش کی زیادہ حق دار ہے۔(۴۳)

بیویوں سے بھلائی کرنے کا حق:

بیوی کے تعلق میں معاشرتی حیثیت کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اگر شوہر بیوی کو اپنے گھر میں عزت نہیں دیتا تو گھر کا نظام مستحکم نہیں ہو سکتا۔آپؐ نے نہ صرف یہ کہ ازواج مطہرات کے وقار

کا خیال رکھا بلکہ عورت کو بیوی کی حیثیت میں بلند مقام عطا فرمایا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لئے سب میں بہتر ہوں۔ (۴۴)

عورت سے حسن سلوک کو نبیؐ نے عملی زندگی کو ایک عمدہ تشبیہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو کیوں کہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پسلی میں سب ٹیڑھی چیز اسکے اوپر کا حصہ ہے اگر تو اسے سیدھا کرنے لگے گا تو اسے توڑ دے گا اور اگر اسے اپنے حال پر چھوڑ دے گا تو ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہے گی عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنا ہی مناسب ہے ۔۴۵ اس حدیث میں ٹیڑھی پسلی کا ذکر استعارہ کی زبان میں کیا گیا ہے، یعنی کچھ باتیں ایسی ہیں جو عورت کی فطرت میں ہیں اور انہیں ان کی فطرت سے نکالنا ظلم ہے سید مودودیؒ نے لکھا ہے حضورؐ اکرم نے انسان کی اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ جذبات کی فراوانی اور حسیات کی نزاکت اور انتہا پسندی کی جانب میل و انعطاف عورت کی فطرت میں ہے اسی فطرت پر اللہ تعالی نے اسے پیدا کیا ہے اور یہ انوثت کے لئے عیب نہیں ہے اس کا حسن ہے تم اس سے کچھ فائدہ اٹھا سکتے ہو اسے فطرت پہ قائم رکھ کر ہی اٹھا سکتے ہو۔ اگر اس کو مردوں کی طرح سیدھا بنانے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ دو گے۔ (۴۶)

اگر ہم خواتین کے معاش کی بات کریں تو ہمیں حضرت خدیجہؓ کا اسوۃ سب سے ممتاز نظر آتا ہے۔ ابن حجر کی روایت میں ہے آپؐ پر سب سے پہلے خدیجہ ایمان لائیں۔ علامہ اسحاق فرماتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ آپؐ کی مشیر تھیں، اسلام کی تصدیق کرنے والی اور رحمت عالم ان کے پاس قلبی تسکین حاصل کرتے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نبیؐ کی خدمت میں موجود تھے کہ سیدہ خدیجہؓ تشریف لائیں رسول اللہ نے جبرئیلؑ سے فرمایا یہ خدیجہ ہیں۔ جبرئیلؑ نے فرمایا انہیں ان کے رب کی طرف سے اور میرا اسلام کہہ دیجئے۔ (۴۷۔الف)

حج عورتوں کا جہاد ہے:

دورہ نبوی میں مردوں کی جہاد سے محبت واجر و انعام و رضا دیکھ کر خواتین کے دل میں بھی جذبہ جہاد کا شوق بیدار تھا اور وہ بار بار خود جانے پر اصرار بھی کرتیں۔ ان کو یہ کہ کر تسلی دی گئی کہ آپ حج کرو یہی آپ کا جہاد ہے، بروایت حبیب بن ابی عمرہ انہوں نے عائشہ بنت طلحہ سے اور انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ سے انہوں نے آنحضرتؐ سے کہ آپ کی بیویوں نے آپ سے جہاد کا

پوچھا، آپ نے فرمایا حج بہت اچھا جہاد ہے۔

خواتین کی جہادی خدمات:

ہنگامی وقت و موقع پیش آنے پر مسلمان خواتین نے میدانِ حرب میں بھی بڑی خدمات سر انجام دیں ہیں انس سے ان کی ماں امّ سلیم نے حنین کے دن ایک خنجر لیا، وہ ان کے پاس تھا، یہ ابو طلحہ نے دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ یہ ام سلیم ہے اور ان کے پاس ایک خنجر ہے آپ نے پوچھا یہ خنجر کیسا ہے۔ اُمّ سلیم نے کہا کہ رسول اللہ اگر کوئی مشرک میرے پاس آئے گا تو میں اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی یہ سن کر رسول اللہؐ ہنسے۔ انصار کی چند عورتیں میدانِ جہاد میں اسلامی فوج کے ساتھ رہتی تھیں۔ وہ زخمیوں کو پانی پلاتیں اور علاج کرتی تھیں۔

غزوہ احد میں خواتین نے جہاد میں شرکت بھی کی۔ سھل بن سعد سے سنا ان سے کسی نے آنحضرتؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ زخم دھو رہی تھیں اور حضرت علیؓ پانی ڈال رہے تھے اور یہ احد کا دن تھا۔ (۴۸)

انس بن مالک آنحضرت (امّ حرام) ملحان کی بیٹی کے پاس تشریف لے گئے (انس کی خالہ تھیں) وہاں تکیہ لگا کر سو گئے پھر ہنستے ہوئے جاگے۔ حرام نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کیوں ہنسے ہیں؟ فرمایا میری امت کے کچھ لوگ سمندر میں جہاد کے لئے تیار ہو رہے ہیں ان کی مثال دنیا اور آخرت میں ایسی ہے جیسے بادشاہ تخت پر بیٹھیں۔ ام حرام نے کہا یا رسول اللہ دعا کیجئے اللہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں کرے۔ آپ نے دعا کی پھر سو گئے پھر ہنستے ہوئے جاگے، ام حرام نے کہا آپؐ ہنستے کیوں ہیں آپ نے پھر وہی جواب دیا۔ ام حرام نے کہا آپ دعا فرمایئے اللہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں کرے۔ آپ نے فرمایا تو اگلے لوگوں میں ان پچھلوں میں نہیں۔ انس کہتے ہیں پھر ام حرام نے عبادہ بن صامت کے ساتھ نکاح کیا۔ اور بنتِ قرظ کے ساتھ سمندر میں سوار ہوئیں (جب ۲۸ھ میں انہوں نے جزیرہ قبرص پر جہاد کیا) جب لوٹ کر آ رہیں تھیں تو جانور پر سوار ہوتے ہوئے گر کر شہید ہوگئیں۔ (۴۹) امام نووی نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ عورتوں کا جہاد میں نکلنا درست ہے۔ اور وہ یہ علاج محرموں کا کریں یا خاوند کی اور غیروں کی بھی کر سکتی ہیں بشرطیکہ بے ضرورت بدن چھوا جائے اور ضرورت کی جگہ جائز ہے۔ (۵۰) آپ نے لڑائی میں عورتوں اور بچوں کو مارنے سے منع فرمایا۔ (۵۱)

جنگ قادسیہ میں حضرت خنساءؓ کا کردار مثالی ہے، اپنے چاروں بیٹوں کے ہمراہ وہ اس

میں شامل ہوئیں اور ان کی ترغیب سے وہ چاروں شہید ہوئے، حضرت اسماء بنتِ ابی بکر کا کردار بے مثال تھا اسماء بنت یزید بن سکن نے نو رومیوں کا سر جنگِ یرموک میں پھوڑ کر دشمنوں کو عورتوں کے خیموں کی طرف آنے سے روکا تھا۔ اجنادین کی جنگ میں خولہ بنت ازور نے کفار کو عورتوں کے خیمے کی طرف آنے سے روکا تھا ان پر اتنی زبردست تیر اندازی کی کہ وہ ادھر آنے کی جرأت نہ کر سکے۔(۵۲)

حضرت امّ سلمہ کے مشورے سے ایک بہت بڑا مسئلہ حل ہوگیا۔(۵۳)

خاتون کی اصل ذمہ داری تربیت اولاد ہے:

ہم نے بچوں کی تربیت کو شاید بہت معمولی کام سمجھ رکھا ہے؟ اس لئے ہم بچوں کو کسی آیا یا نرس کے سپرد کر کے اپنے تئیں ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوجاتے ہیں وہ قوم بہت بدنصیب ہے، جس کی ماں مرجائے یا جو قوم ماں سے محروم ہوجائے۔ قومیں ماؤں کی کوکھ سے جنم لیتی ہیں اور ماؤں کی گود میں پرورش پاتی ہیں۔ پوری قوم کا مستقبل ماں بناتی ہے جدید نفسیات بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ انسانی شخصیت کا پچھتر فیصد اُس کی زندگی کے ابتدائی تین سالوں میں تکمیل پاجاتا ہے۔ انسان کے اندر مخصوص شخصی صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں جو اُس کی ماں کی آغوش میں نشونما پاتی ہیں اس کے بعد مسجد، کالج معاشرہ اور دیگر عوامل مل کر اس کی شخصیت کا پچیس فیصد کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ اصل مربیہ ماں ہے۔(۵۴)

خواتین کو اسلام نے بیش بہا حقوق عطا فرمائے ہیں جو کسی نے مذہب اور نسوانیت کے نام سے چھین لئے تھے، ان حقوق کے ساتھ اس کے جو فرائض ہیں وہ بھی ادا کرنا بہت ضروری ہیں۔ معاشرے میں عورت کے مثبت کردار سے ہی ترقیاں اور کامرانیاں ملتی ہیں۔ ہر کامیاب عورت کے پیچھے کسی مرد کا ہی ہاتھ ہوتا ہے۔ وہ ایک ملکہ کی طرح اپنی زندگی گھر میں گزارتی ہے اور ضرورت پڑنے پر وہ میدان جنگ میں بھی کارہائے دے سکتی ہے۔ لیکن اس کا اصل دائرہ کار اس کا گھر اور اپنے بچوں کی تربیت ہے۔ مگر جب وہ اپنے فرائض سے پیچھے ہٹتی ہے وہ اپنے ساتھ پورے معاشرے کے ساتھ ظلم کرتی ہے۔ (ظلم سے مراد ہی یہی ہے کہ اشیاء کو اپنی حقیقت سے ہٹا دیا جائے۔ اپنی ذات کا اختیار دوسروں کو دینے کے بجائے خود اپنے اختیار کا فائدہ اٹھایا جائے) پھر جو تحریکیں حقوق نسواں اور آزادی کے نام سے جنم لیتی ہیں اس میں صرف عورت کی ہی تذلیل ہوتی ہے۔ اس لئے کہ عورت کو حقیقی عزت اپنے گھر میں ہی ملتی ہے۔ بقول شاعر:

وقت نے کی ہیں دوہری خدمتیں تیرے سپرد
خود تڑپنا ہی نہیں اوروں کو تڑپانا بھی ہے
خود سراپا نانورین جانے سے کب چلتا ہے کام
ہمیں اس ظلمت کدہ میں نور کی شمع جلانا بھی ہے

حوالہ جات

۱۔ وجودِزن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ،اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں۔شاعر علامہ اقبال۔ضربِ کلیم

۲۔ پ۲۱،ع۱۸

۳۔ پ۱۸،ع۱۰

۴۔ پ۱۸،ع۱۴

۵۔ بحوالہ:مراۃ النساء:مولنا محمد صادق سیالکوٹی،نعمانی کتب خانہ لاہور

۶۔ خواتین اسلامی انسائیکلو پیڈیا۔ابوفضل نوراحمد:ص:۱۲۱۷اسلامیکا جدہ امریکہ

۷۔ حوالہ:پردہ مولنا مودودی صفحہ نمبر ۱۴

۸۔ حوالہ:پردہ مولنا مودودی صفحہ نمبر ۱۷

۹۔ پردہ صفحہ نمبر ۲۱ تا ۲۰

۱۰۔ sexual life in england ڈاکٹر ارم بلوچ صفحہ نمبر

۱۱۔ سٹوری آف ویمن صفحہ نمبر ۱۹۹ ،از ڈبلیو جارج

۱۲۔ تجلیات سیرت،ڈاکٹر محمد ثانی،صفحہ نمبر ۲۱۲۔۲۱۱ فضلی سنز کراچی ۱۹۹۶ء

۱۳۔ سفرنامہ ابن بطوطہ صفحہ نمبر ۳۴ بک لینڈ،کراچی

۱۴۔ سورۃ النحل،آیت ۵۸،۵۹

۱۵۔ بحوالہ:مراۃ النساء ص۲۱:مولنا محمد صادق سیالکوٹی،نعمانی کتب خانہ لاہور

۱۶۔ خواتین اسلامی انسائیکلو پیڈیا۔ابوفضل نوراحمد:ص:۱۲۱۷اسلامیکا جدہ امریکہ

۱۷۔ بحوالہ:عورت،خاندان اور ہمارا معاشرہ مسائل اور لائحہ عمل۔خالد رحمن،سلیم منصور انسٹی

ٹیوٹ آف اسٹڈیز

۱۸۔ سورۃ النساء ایت ۱

۱۹۔ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۲۳

۲۰۔ البقرہ ۲۲۹

۲۱۔ ترمذی کتاب الایمان، باب ماجاء فی استکمال الایمان ۵/ ۹

۲۲۔ بخاری کتاب النکاح، باب المدارۃ مع النساء ۶/ ۱۴۵ مسلم کتاب النکاح باب الوصیۃ، بالنساء ۴/ ۱۷۸

۲۳۔ حوالہ: بخاری، کتاب النکاح، باب لاینکحالاب وغیرہ البکر والثیب الابرضاھا، ۲/ ۱۳۵

۲۴۔ ابوداود۔ کتاب النکاح، باب فی البکر یزوجھاابوھا ۲/ ۵۷۶

۲۵۔ بخاری کتاب الطلاق، باب الخلع ۶/ ۱۷۰

۲۶۔ بخاری کتاب النکاح، باب الشغار ۶/ ۱۲۸

۲۷۔ حدیث نمبر ۳۵ ص ۴۳

۲۸۔ بخاری کتاب النفقات، باب النفقہ المراۃ اذا غاب عنھا زوجھا

۲۹۔ النساء ۱۹

۳۰۔ طبقات / ۱۳۰ اطبری ۲/ ۴۷

۳۱۔ ابوداود ۷۰۸۔۷۰۹، مصنف عبدالرزاق، کتاب الطلاق باب ابی الابوین ۷/ ۱۵۸

۳۲۔ ابوداود۔ کتاب الطلاق۔ باب من احق بالولدہ ۲/ ۷۰۷۔۷۰۸

۳۳۔ فتح الباری ج ۱۲ص ۳۵۹

۳۴۔ طبرانی کبیر ج ۲۳ ص ۱۵ مجمع الزوائد ج ۹ س ۲۶۵ حدیث نمبر ۱۵۲۸۲

۳۵۔ ماخوذ انسان کامل ڈاکٹر خالد علوی: ص ۱۳۶۷ الفیصل ناشران وتاجران کتب اردو بازار

۳۶۔ روایت محمد بن سلام حدیث نمبر ۹۶ ص ۱۱۹، امام بخاری ترجمہ، علامہ وحید الزماں، اسلامی کتب خانہ فضل الٰہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

۳۷۔ بخاری، کتاب النکاح، باب لاینکحالاب وغیرہ البکر والثیب الابرضاھا، ۲/ ۱۳۵

۳۸۔ ابوداود۔کتاب النکاح، باب فی البکر یزوجھا ابوھا ۲ /۵۷۶

۳۹۔ بخاری کتاب الطلاق، باب الخلع ۶ /۱۷۰

۴۰۔ بخاری کتاب النکاح، باب الشغار ۶ /۱۲۸

۴۱۔ بخاری کتاب النفقات، باب النفقہ المراۃ اذا غاب عھا زوجھا

۴۲۔ ابوداود ۷۰۸۔۷۰۹، مصنف عبدالرزاق، کتاب الطلاق باب ابی الابوین ۷ /۱۵۸

۴۳۔ ابوداود۔کتاب الطلاق۔باب من احق بالولدہ ۲ /۷۰۷۔۷۰۸

۴۴۔ ترمذی کتاب الایمان، باب ماجاء فی استکمال الایمان ۵ /۹

۴۵۔ بخاری کتاب النکاح، باب المدارۃ مع النساء ۶ /۱۴۵ مسلم کتاب النکاح باب الوصیۃ، بالنساء ۴ /۱۷۸

۴۶۔ فتح الباری۔ج ۱۲ ص ۳۵۹

۴۷۔ طبرانی کبیر ج ۲۳ ص ۱۵ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۶۵ حدیث نمبر ۱۵۲۸۲

۴۸۔ 1240- ص430

۴۹۔ حدیث نمبر ۴۰

۵۰۔ طبقات /۱۳۰۱ طبری ۲ / ۴۷

۵۱۔ وعن عبداللہ بن عمر، مسلم ۶۔۵ ص ۱۶ علامہ وحید الزماں، مشتاق بک کارنر اردو بازار لاہور

۵۲۔ تحریک نسواں اور اسلام پروفیسر ثریا بتول علوی ص ۳۸۴ منشورات منصورہ ملتان روڈ لاہور

۵۳۔ ماخوذ انسانِ کامل، ڈاکٹر خالد علوی ص ۳۶۷ الفیصل ناشران وتاجران کتب اردو بازار لاہور پاکستان

خواتین کا مقام اور ان کے فرائض ''بحیثیت ماں''

سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

ڈاکٹر سید شعیب اختر شاہین ❁

Prof. Dr. Syed Shoaib Akhtar Shaheen

ABSTRACT

Allah the great and Created the universe. Allah the all people of gardian. Islam the religion of peace and build a peaceful society and envirment in the world. Muhammad (Peace be upon him) said women are a powr group of the society but Allah and Islam the accepted her mafor role and dulites. Islam say the all women of the world in diffrent religious Maa (Mother) is a gift of Allah in the universe. Maa (Mother) name of sucessfull.

Maa (Mothar) name of "Hearan". Maa (Mother)is light of the son. Women of the muslim world creation a good and bad society in the world. Allah guide and advised to all muslem woman her basically respansabilres by fine carefully. All mushas society and mother world role play of pace and love.

❁ عہدہ: صدر شعبہ مطالعہ پاکستان، قائد ملت گورنمنٹ ڈگری کالج لیاقت آباد

تعارف: آپ نے وفاقی اردو یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کیا، متعدد کتب زیر طبع ہیں، مجلہ علوم اسلامیہ و دیگر مجلات میں علمی و تحقیقی مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ انجمن اساتذہ کے زیر اہتمام منعقدہ کانفرنسوں میں شرکت کرتے رہے ہیں۔

ماں زمین پر اللہ کی رحمت کا سایہ ہے ماں گھر کا سکون اور شفقت کا سرمایہ ہے

''ماں'' ایک ایسا لفظ ہے جو زبان پر آتے ہی انسانی ذہن میں ٹھنڈی چھاؤں کا احساس پیدا کرتا ہے۔ ماں کی محبت اور بے لوث چاہت زندگی کے تپتے صحرا اور تند و تیز طوفان میں ایک محفوظ پناہ گاہ فراہم کرتی ہے۔ اسلامی معاشرے میں ''ماں کو بڑا اہم مقام و مرتبہ حاصل ہے، ماں درحقیقت و رحمت کا سرچشمہ ہے۔ ماں اس کائنات میں معمار انسانیت اور سلامتی جہاں ہے، اللہ رب العزت نے عورت کو جو مقام و مرتبہ بخشا ہے اور جن خوبیوں اور خصوصیات سے اس کی عظمت و کردار کو نوازا ہے اس کا ادراک و شعور صرف اہل بصیرت فلسفی و اصحاب معرفت ہی سمجھتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے عورت کو بحیثیت ''ماں'' ہونے کے بڑا رتبہ دیا ہے۔

جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔(۱)

محسنہ کائنات، خاتون جنت، رہبر دین و شریعت، باعث نجات و عافیت، سید فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَنْ فَاطِمَةَ قَالَتْ اَلْزِمْ رِجْلَهَا فَثَمَّ الْجَنَّةَ (۲)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اپنی ماں کے پیروں سے چمٹے رہو جنت وہیں ہے۔

انسانی زندگی کی ابتداء ''ماں کے بطن'' سے ہوتی ہے، چنانچہ ہر ماں کے پیٹ سے بچہ پیدا ہو کر اس امتحان اور آزمائش والی دنیا میں آتا ہے تو اسی وقت سے ماں کی گود بچے کا اولین مدرسہ بن جاتا ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ماں کے بطن میں اللہ کی امانت ونعمت آتے ہی ماں کی ممتا اور اس کی آغوش اوّلین درس گاہ کا روپ اختیار کرلیتی ہے ماں کے بطن میں بچہ کی زندگی کی آمد کے ساتھ ہی ماں کی زندگی امتحان میں اور آزمائش میں شامل ہوجاتی ہے۔ ماں کے بطن میں بچے کی موجودگی ہر ماں کو اس بات کا درس دیتی ہے کہ اس کے رحم مادر میں اللہ کی امانت آچکی ہے لہٰذا وہ ان تمام فرائض کو احسن طریقے سے ادا کرے وہ ان تمام معاملات میں دین وشریعت کو ملحوظ خاطر رکھے جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے ایک ماں کو دیا ہے، تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ ہر دور میں اللہ کی نیک سیرت اور پاکیزہ حیات والی دختران نے مثالی اور عظیم فرزندوں کو اپنے بطن سے پیدا کر کے دنیا کو اور ہر زمانے کو عطا کیا ہے۔